اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم

اہل بیت کون؟

فضائل اہل بیت قرآن میں

فضائل اہل بیت حدیث میں

مخدومِ اہلسنت، آبروئے سنیت، خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند، مردِ مومن، مردِ حق

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی نوری علیہ الرحمہ

پیشکش

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

www.muftiakhtarrazakhan.com

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلماً نحن عباد محمد صلی علیہ وسلماً

اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم

ماخوذ: فضائل صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم

از افادات

مخدومِ اہلسنت، آبروئے سنیت، خلیفۂ مفتیِ اعظم ہند، مردِ مومن، مردِ حق

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی نوری علیہ الرحمہ

آن لائن پیشکش

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

www.muftiakhtarrazakhan.com

+92 303 2886671

اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم کون؟

عام طور پر اہلِ بیت یعنی گھر والوں سے بیوی اور اولاد مراد ہوتی ہے۔قرآن کریم میں اہلِ بیت کا اطلاق بیویوں پر کیا گیا ہے۔

سورۃ ھود کی آیت ۷۱، ۷۲ اور ۷۳ ملاحظہ کیجیے۔جب فرشتوں نے سیدنا ابراھیم علیہ السلام کی بیوی کو حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت کی خوشخبری دی تو انہوں نے تعجب سے کہا، کیا اس بڑھاپے میں میرے بچہ پیدا ہوگا؟ اس پر فرشتوں نے کہا:

اَتَعۡجَبِیۡنَ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰہِ رَحۡمَتُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ عَلَیۡکُمۡ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ۔

''کیا تم اللہ کے کام پر تعجب کرتی ہو؟ اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اے گھر والو!''۔ (ھود: ۷۳)

اس آیت سے ثابت ہوا کہ بیویاں اہلِ بیت میں داخل ہیں۔سورہ طٰہٰ کی آیت ۱۰ ملاحظہ فرمایئے۔جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے اہل وعیال کے ہمراہ وادیٔ سینا سے گزرے تو کوہِ طور کی سمت انہیں آگ نظر آئی۔ارشادِ باری تعالیٰ ہوا:

اِذۡ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَہۡلِہِ امۡکُثُوۡۤا اِنِّیۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا۔

''جب اس نے ایک آگ دیکھی تو اپنی بی بی سے کہا، ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے''۔ (طٰہٰ: ۱۰)

یہاں بھی ''اہل'' سے بیوی مراد ہے۔عام گفتگو میں بیوی ہی کو گھر والی کہتے ہیں۔

قرآن کریم سے ایک اور حوالہ پیشِ خدمت ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام جب شیر خوار بچے کے

طور پر فرعون کے محل میں پہنچ جاتے ہیں اور فرعون کی بیوی کو ایسی عورت کی تلاش ہوتی ہے جو اس بچہ کو دودھ پلا سکے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کہتی ہے،

هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ۔ (سورۃ القصص:۱۲)

''کیا میں تمہیں بتادوں ایسے گھر والے کہ تمہارے اس بچہ کو پال دیں''۔ (کنزالایمان)

صحیح مسلم میں مروی ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی ازواج اہلِ بیت سے نہیں؟ انہوں نے فرمایا، آپ کی ازواج بھی اہلِ بیت میں سے ہیں لیکن آپ کے اہل بیت وہ بھی ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام کر دیا گیا۔ پوچھا گیا، وہ کون ہیں؟ فرمایا، وہ آلِ علی، آلِ عقیل، آلِ جعفر اور آلِ عباس ہیں رضی اللہ عنہم۔ (باب فضائل علی بن ابی طالب)

آیات واحادیث کی روشنی میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اکابر علماء کرام کی تحقیق کا خلاصہ یوں بیان کیا ہے کہ بیت تین طرح کے ہیں۔

(۱) بیت نسب (خاندان) (۲) بیت ولادت (اولاد)،

(۳) بیت سکنی (کاشانہ مبارکہ میں رہنے والے)۔

پس نسب کے اعتبار سے حضرت عبدالمطلب کی اولاد میں سے بنو ہاشم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت ہیں۔ قریبی دادا کی اولاد کو بیت کہتے ہیں مثلاً کہا جاتا ہے کہ یہ فلاں بزرگ کا بیت یعنی خاندان ہے۔ سکونت و رہائش کے اعتبار سے ازواجِ مطہرات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت ہیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ اور انکے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بھی چونکہ آپ کے کاشانہ اقدس میں رہتے تھے اس لیے صاحبِ مشکوٰۃ نے مناقبِ اہلبیت کے باب میں ان کا بھی ذکر کیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادِ مبارکہ ولادت کے اعتبار سے اہلِ بیت ہے۔ اگرچہ آقا و مولیٰ

ﷺ کی تمام اولاد آپ کے اہلِ بیت میں داخل ہے تاہم ان میں سے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم زیادہ عظمت وفضیلت کے ساتھ نمایاں شان کے حامل ہیں اس لیے جب لفظ اہل بیت بولا جاتا ہے تو ذہن انہی کی طرف جاتا ہے۔ ان نفوسِ قدسیہ کے فضائل ومناقب اور عظمت وکرامت کے بارے میں بیشمار احادیث وارد ہیں۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ)

فضائلِ اہلبیت، قرآن میں:

اب اہلِ بیتِ اَطہار کی فضیلت وشان، قرآن کریم کی روشنی میں بیان کرتے ہیں۔

1۔ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا O (الاحزاب: ۳۳)

''اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے''۔ (کنز الایمان)

علماء فرماتے ہیں، رِجْس کا اطلاق گناہ، نجاست، عذاب اور عیوب پر ہوتا ہے اور رب تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے یہ تمام چیزیں اہلبیت کرام سے دور فرما دیں۔ گویا اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اے اہل بیت! اگرچہ تم پاک ہو مگر اللہ تعالیٰ تمہیں ایسا پاک کرنا چاہتا ہے کہ تمہیں پاکیزگی کا اعلیٰ ترین مقام حاصل ہو جائے نیز رب کریم تمہاری پاکی کو ہمیشہ برقرار رکھنا چاہتا ہے۔

اس آیت سے پچھلی آیت کا آغاز يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ کے مبارک کلمات سے ہو رہا ہے جن کا ترجمہ ہے، ''اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح

نہیں ہو''۔اس آیت مقدسہ کا آغاز وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ کے الفاظِ مبارکہ سے ہوا ہے جن کا ترجمہ ہے،(اے نبی کی بیبیو!)''اپنے گھروں میں ٹھہری رہو''۔

اس آیت کریمہ کے بعد والی آیت ملاحظہ فرمائیے۔اس کا آغاز یوں ہو رہا ہے، وَاذْکُرْنَ مَایُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ۔اس میں بھی ازواجِ مطہرات کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے گھروں میں تلاوت کی جانے والی آیات کو یاد کریں۔گویا آیتِ تطہیر سے قبل بھی اور بعد میں بھی ازواجِ مطہرات ہی سے خطاب کیا گیا ہے۔اس لیے ثابت ہوا کہ اس آیت کریمہ میں اہلِ بیت سے مراد رسول کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات ہی ہیں۔

امام رازی رحمہ اللہ آیہ تطہیر کے تحت فرماتے ہیں کہ یہ آیت نبی کریم کی ازواجِ مطہرات کو شامل ہے کیونکہ آیتِ کریمہ کی روش اس پر دلالت کرتی ہے لہٰذا انہیں اس آیت سے خارج کرنا اوراس آیت کو انکے سوا دوسرے لوگوں سے مخصوص کرنا صحیح نہیں۔

اہلِ بیت میں ازواجِ مطہرات اور نبی کریم ﷺ کی اولاد امجاد بھی ہے،امام حسن،امام حسین اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم بھی ان میں داخل ہیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے معاشرت کی بناء پر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی اہل بیت میں سے ہیں۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ)

بعض لوگ اہلِ بیت میں سے صرف حضرت علی و فاطمہ وحسن وحسین رضی اللہ عنہم ہی کو مراد لیتے ہیں۔ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان نفوسِ قدسیہ کو اپنی چادر مبارک میں لے کر آیتِ تطہیر تلاوت فرمائی اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے یہ دعا فرمائی، اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ۔اے اللہ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔

(مسلم باب فضائلِ الحسنِ والحسین،مشکوٰۃ باب مناقبِ اہلِ بیت)

علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں، ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ان کے ساتھ اپنے دیگر عزیز واقارب اور ازواجِ مطہرات کو بھی اکٹھا کیا۔ اور حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے صحیح روایت میں ہے کہ میں نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! میں بھی اہلِ بیت میں سے ہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا، بیشک اِنْ شاءَ اللہ۔ (الصواعق المحرقۃ: ۲۲۲)

ابن جریر، ابنِ منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے بھی اس چادر میں اپنا سر داخل کر کے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔ آپ نے دو بار فرمایا، ''تم بھلائی پر ہو''۔ پھر علامہ نبہانی رحمہ اللہ نے شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی کہ حضور ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا، ''سلمان ہم میں سے، اہلِ بیت میں سے ہے''۔ (الشرف المؤبد لآل محمد)

حق یہ ہے کہ جب آیتِ تطہیر نازل ہوئی تو ازواجِ مطہرات سے خطاب ہونے کی بناء پر یہ گمان تھا کہ کہیں کوئی اولادِ رسول ﷺ کو اہلِ بیت سے خارج نہ سمجھے اس لیے آپ نے انکے لیے خاص طور پر آیتِ تطہیر تلاوت کی اور دعا فرمائی۔

دوسری بات یہ ہے کہ نسب عام طور پر باپ کی طرف سے چلتا ہے۔ اس قاعدے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد، ابوطالب کی اولاد کہلانی چاہیے تھی نہ کہ اولادِ رسول ﷺ۔ لیکن رب تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو یہ خصوصیت عطا فرمائی کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد، اولادِ مصطفی ﷺ شمار ہوتی ہے۔

2۔ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا۔ (الشوریٰ: ۲۳)

''تم فرماؤ، میں اس (تبلیغِ رسالت) پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔ اور جو نیک کام کرے ہم اس کے لیے اس میں اور خوبی بڑھائیں''۔

(کنزالایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی تو حضرت سعید بن جُبیر رضی اللہ عنہ نے کہا، اس سے مراد حضور ﷺ کے قرابت دار ہیں۔ اس پر حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہا نے فرمایا، قریش کا کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جس کے ساتھ حضور کی رشتہ داری نہ ہو، اس سلسلے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ مراد یہ ہے کہ میرے اور تمہارے درمیان جو قرابت ہے تم اس کا لحاظ کرو۔ (صحیح بخاری باب المناقب)

اہلِ عرب اگرچہ خاندانی عصبیت کی بناء پر قرابت کا پاس رکھتے تھے لیکن نبی کریم ﷺ کو دعوتِ حق کی وجہ سے ایذا دیتے تھے۔ اس پر آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا، تم کم از کم قرابت ہی کا لحاظ کرو اور مجھے ستانے سے باز رہو اور مجھے دعوتِ حق پہنچانے دو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک اور قول یہ مروی ہے کہ جب آقا و مولیٰ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اور انصار نے دیکھا کہ حضور کے ذمہ مصارف بہت ہیں اور مال کچھ بھی نہیں ہے تو انہوں نے بہت سا مال جمع کر کے بارگاہِ نبوی میں پیش کیا اور عرض گذار ہوئے، آقا کریم! آپ کی بدولت ہمیں ہدایت ملی اور ہم نے گمراہی سے نجات پائی۔ یہ مال آپ کی نذر ہے قبول فرمائیے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

حضور ﷺ نے وہ اموال واپس فرمادیے اور فرمایا، میں تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا مگر یہ کہ تم اپنے اقربا سے محبت کرو۔ (تفسیر کبیر، خزائن العرفان)

امام احمد رحمہ اللہ نے بروایت مجاہد رحمہ اللہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، میں نے تمہیں جو روشن دلیلیں اور جو ہدایت دی ہے، اس پر کسی اجر کا طلبگار نہیں سوائے اس کے کہ تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرو اور اس کی اطاعت کے ذریعے اسکا قرب حاصل کرلو۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے بھی یہی تفسیر منقول ہے۔(تفسیر کبیر، تفسیر ابن کثیر)

پس پہلے قول کے مطابق قرابت سے مراد حضور ﷺ کا قریش کو اپنی رشتہ داری یاد دلانا ہے۔ دوسرے قول کے مطابق مسلمانوں کا اپنے اقربا سے اور باہم محبت کرنا ہے۔ تیسرے قول کے مطابق رب تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے۔ چوتھا قول جو امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، اسکے مطابق اَلْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی سے مراد حضور ﷺ کے قرابت دار یعنی اہلبیت اطہار سے محبت ہے۔

امام رازی رحمہ اللہ نے تفسیر کبیر میں اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے تفسیر دُرِّ منثور میں اس آیت کے تحت یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول کریم ﷺ سے اس آیت کے متعلق دریافت کیا گیا، یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون لوگ ہیں جن کی محبت ہم پر واجب ہے؟ ارشاد فرمایا: علی، فاطمہ اور انکے بیٹے حسن و حسین رضی اللہ عنہم۔ اس حدیث کی سند پر علماء نے کلام کیا ہے جبکہ اس ضمن میں بعض دیگر روایات بھی موجود ہیں۔ امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں، بزار اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ایسے طرق سے بیان کیا ہے جن میں بعض حسن ہیں کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ میں فرمایا، میں ان اہلبیت میں سے ہوں جن سے محبت اور دوستی کرنا اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے اور فرمایا ہے، قُلْ لاَّ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلاَّ الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی۔ (الصواعق المحرقۃ:۲۵۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَۃً نَزِدْ لَہٗ فِیْھَا حُسْنًا میں نیکیاں کرنے سے مراد آلِ رسول ﷺ سے محبت کرنا ہے۔ (ایضاً)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے جب اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا، ''اس سے مراد رسول کریم ﷺ کی قرابت ہے''۔ (تفسیر ابن کثیر)

جب امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو قید کر کے دمشق لایا گیا تو ایک شامی نے کہا، خدا کا شکر ہے جس نے تمہیں قتل کرایا، تمہاری جڑ کاٹ دی اور تمہارا فتنہ ختم کیا۔ آپ نے اسے فرمایا، کیا تو نے قرآن کی یہ آیت نہیں پڑھی، قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی۔ اس نے کہا، کیا وہ تم ہو؟ فرمایا، ہاں۔ (تفسیر ابن کثیر، الصواعق المحرقۃ: ۲۵۹، طبرانی)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے، اِرْقَبُوْا مُحَمَّدًا فِیْ اَھْلِ بَیْتِہٖ۔ ''حضرت محمد ﷺ کا ان کے اہلِ بیت کے بارے میں لحاظ رکھو''۔ (بخاری کتاب المناقب) یعنی حضور ﷺ کے اہلِ بیت کے حقوق اور مراتب کا خیال رکھو۔

صحیح بخاری ہی میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد موجود ہے جو آپ نے سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

''اللہ تعالیٰ کی قسم! رسول کریم ﷺ کے قرابت داروں سے حسنِ سلوک کرنا مجھے اپنے قرابت داروں کے سلوک سے بھی زیادہ پیارا ہے''۔ (بخاری کتاب المناقب)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے یہ فرمایا، خدا کی قسم! آپ کا اسلام لانا مجھے اپنے والد خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ اچھا لگا کیونکہ آپ کا اسلام رسولِ کریم ﷺ کو خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ محبوب تھا۔ یہ روایت لکھ کر علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے

ہیں، ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ آلِ رسول اور اہلِ بیت کے ساتھ وہی معاملہ رکھے جو سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا انکے ساتھ تھا یعنی اہلبیت اطہار کے ساتھ حسنِ ادب اور حسنِ عقیدت سے پیش آنا چاہیے۔(تفسیر ابن کثیر)

آقا ومولیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے، ہم اہلِ بیت سے محبت لازم رکھو کیونکہ ہماری محبت والا جو شخص بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوگا وہ ہماری شفاعت سے جنت میں جائے گا۔اُس ذاتِ پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! ہمارا حق پہچانے بغیر کسی بندے کا عمل اسے فائدہ نہیں دے گا۔(الشرف المؤبد لآلِ محمد)

صدرُ الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہٗ نے بھی بڑی پیاری بات کہی، فرماتے ہیں، اس آیت کی رو سے جب مسلمانوں میں باہم ایک دوسرے کے ساتھ محبت واجب ہوئی تو سید عالمین ﷺ کے ساتھ کس قدر محبت فرض ہوگی ....حضور سید عالم ﷺ کی محبت اور حضور کے اقارب کی محبت دین کے فرائض میں سے ہے"۔

(تفسیر خزائن العرفان)

3۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا O (الاحزاب:۵۶)

"بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اُس غیب بتانے والے (نبی) پر، اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو"۔(کنز الایمان)

حضرت کعب بن عُجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! ہمیں رب تعالیٰ نے آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو سکھا دیا ہے اب آپ یہ فرمائیں کہ ہم آپ پر درود کیسے پیش کریں؟ حضور ﷺ نے فرمایا، تم اس طرح

درود بھیجو۔ **اللھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انک حمید مجید۔۔۔ الخ۔** ’’اے اللہ! درود بھیج حضرت محمد پر اور آلِ محمد پر............‘‘۔(متفق علیہ، مشکوٰۃ)

اس سے معلوم ہوا کہ درود بھیجنے کے حکم کی تعمیل میں آقا و مولیٰ ﷺ نے اپنے ساتھ اپنی آل کو بھی شامل فرما کر ان کی عظمت اُجاگر کی ہے۔ آپ کا ایک ارشادِ گرامی ہے، مجھ پر کٹا ہوا درود نہ بھیجا کرو۔ عرض کی گئی، کٹا ہوا درود کیا ہے؟ ارشاد ہوا، صرف **اللھم صل علی محمد** کہنا۔ تم یوں کہا کرو، **اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد۔**

معلوم ہوا کہ آل کا ذکر کیے بغیر درود پڑھنا کٹا ہوا درود ہے اور آل کے ذکر کے ساتھ پڑھنا پورا درود ہے جو کہ آقا کریم ﷺ کو پسند ہے۔(الصواعق المحرقۃ:۲۲۵)

4۔ **فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ** ۔(آل عمران:٦١)

’’تو ان سے فرما دو، آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے، اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں، اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں، پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں‘‘۔(کنزالایمان)

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ جب نجران کے عیسائی مناظرہ میں لاجواب ہو کر جھگڑنے لگے تو آقا و مولیٰ ﷺ نے انہیں مباہلے کی دعوت دی جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔ تین دن بعد عیسائی بڑے بڑے پادریوں کو ساتھ لیکر آئے۔ جبکہ نبی کریم ﷺ اس شان سے تشریف لائے کہ آپ کی گود میں امام حسین رضی اللہ عنہ تھے اور امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کا دست مبارک پکڑے ہوئے تھے، خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور شیرِ خدا سیدنا علی رضی اللہ عنہ

دونوں آپ کے پیچھے تھے اور آقا و مولیٰ ﷺ ان سے فرما رہے تھے، جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا۔

یہ منظر دیکھ کر انکا سب سے بڑا پادری بولا، بیشک میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ پہاڑ اسکی جگہ سے ہٹا دے تو وہ پہاڑ اسکی جگہ سے ہٹا دے گا۔ خدا کے لیے ان سے مباہلہ نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور قیامت تک زمین پر کوئی عیسائی باقی نہ رہے گا۔ پس انہوں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی،

اے ابوالقاسم! ہم آپ سے مباہلہ نہیں کرتے، آپ اپنے دین پر رہیں اور ہمیں ہمارے دین پر چھوڑ دیں۔ پھر انہوں نے جزیہ دینے پر صلح کر لی۔

آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، خدا کی قسم! اگر وہ مباہلہ کرتے تو وہ سب بندر اور سُور بن جاتے اور انکا جنگل آگ سے بھڑک اٹھتا اور نجران کے چرند پرند تک ہلاک ہو جاتے۔ (تفسیر کبیر، تفسیر خزائن العرفان)

بعض کم فہم یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں تو وہ مباہلے میں کیوں شریک نہ ہوئیں؟ جواب یہ ہے کہ مباہلہ ۱۰ ھ میں ہوا جبکہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ۲ ھ میں، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا وصال ۸ ھ میں اور سیدہ اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا کا وصال ۹ ھ میں ہو چکا تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضور ﷺ کی چار بیٹیاں ہونا تو شیعہ فرقہ کی معتبر ترین کتاب اصولِ کافی سے بھی ثابت ہے۔ ''حضرت خدیجہ کے بطن سے حضور کی یہ اولاد پیدا ہوئی۔ بعثت سے پہلے قاسم، رقیہ، ام کلثوم اور بعثت کے بعد طیب، طاہر اور فاطمہ''۔ رضی اللہ عنہم اجمعین (اصول کافی ج ۱ ص ۴۳۹ مطبوعہ تہران)

5۔ سَلَامٌ ''عَلٰٓی اِلْیَاسِیْنَ۔ ''سلام ہو الیاسین پر''۔ (الصّٰفّٰت: ۲۴)

مفسرین کی ایک جماعت نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھنا ہے اور کلبی رحمہ اللہ نے بھی یہی کہا ہے جبکہ جمہور مفسرین کے نزدیک اس سے مراد حضرت الیاس علیہ السلام ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے، نحن آل محمد ال یاسین۔ ''اِل یاسین ہم آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں''۔

(ابن ابی حاتم، طبرانی، درِ منثور، الصواعق المحرقۃ: ۲۲۸)

6۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا۔ ''اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر''۔ (آل عمران: ۱۰۳، کنزالایمان)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں، نحن حبل اللہ الذی قال اللہ فیہ۔ ''ہم اہلبیت وہ اللہ کی رسی ہیں جس کے بارے میں رب تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے''۔ (الصواعق المحرقۃ: ۲۳۳)

7۔ وَقِفُوْھُمْ اِنَّھُمْ مَسْئُوْلُوْنَ ''اور انہیں ٹھہراؤ، ان سے پوچھنا ہے''۔ (الصّٰفّٰت: ۲۴، کنزالایمان))

حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وَقِفُوْھُمْ یعنی انہیں ٹھہراؤ کیونکہ ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں، پوچھے جانے کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغِ رسالت پر جو اقرباء کی محبت طلب کی تھی، اسکے متعلق پوچھا جائے گا کہ کیا انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق حقِ موالات ادا کیا ہے یا اسے بیکار خیال کیا ہے۔ (الصواعق المحرقۃ: ۲۲۹)

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، (قیامت میں) ہر شخص سے چار چیزوں کے متعلق پوچھا

جاتا ہے۔اپنی عمر کس کام میں صَرف کی، اپنے جسم کو کس کام میں استعمال کیا، مال کیسے کمایا اور کہاں خرچ کیا، اور ہم اہلِ بیت کی محبت کے بارے میں پوچھا جاتا ہے۔

(طبرانی، الشرف المؤبد)

اہلبیت اطہار کی محبت سے متعلق احادیثِ مبارکہ کا ذکر آئندہ صفحات میں آئے گا۔

8۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيهِمْ۔ (الانفال:۳۳)

''اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو''۔

(کنزالایمان از امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ)

علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، حضور ﷺ نے اپنے اہلبیت میں ان معنوں کے پائے جانے کی طرف اشارہ کیا ہے کیونکہ وہ بھی نبی کریم ﷺ کی طرح زمین والوں کے لیے امان ہیں۔اسکے متعلق بہت سی احادیث ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ ''ستارے آسمان والوں کے لیے امان ہیں اور میرے اہلبیت میری امت کے لیے امان ہیں''۔امام احمد کی دوسری روایت میں ہے کہ جب ستارے ختم ہو جائیں گے تو آسمان والے بھی ختم ہو جائیں گے اور جب میرے اہلبیت ختم ہو جائیں گے تو اہلِ زمین بھی ختم ہو جائیں گے۔

(الصواعق المحرقۃ:۲۳۴)

9۔ وَاِنِّي لَغَفَّار ''لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى O

''اور بیشک میں بہت بخشنے والا ہوں اسے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا پھر ہدایت پر رہا''۔(طٰہٰ:۸۲، کنزالایمان)

حضرت ثابت البنانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ثُمَّ اهْتَدٰى سے مراد اہلبیت کی طرف ہدایت پانے والا ہے۔امام ابو جعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ سے بھی یہی تفسیر مروی ہے۔

ابن سعد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مجھے آقا و مولیٰ ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ جنت میں پہلے میں، حضرت فاطمہ اور حضرات حسنین کریمین داخل ہونگی رضی اللہ عنہم۔ میں نے عرض کی، ہم سے محبت کرنے والوں کا کیا ہوگا؟ فرمایا، وہ تمہارے پیچھے آئیں گے۔ (الصواعق المحرقۃ: ۲۳۵)

یہ حدیث پہلے بیان ہو چکی ہے کہ مومن کے دل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کا بغض جمع نہیں ہو سکتے۔ اس ضمن میں علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے خوب لکھا ہے۔ فرماتے ہیں، وہ شخص اس قوم کی محبت کا کیسے گمان کرتا ہے جس نے کبھی انکے اخلاق میں سے کسی وصف کو نہیں اپنایا اور نہ کبھی انکے کسی قول پر عمل کیا ہے اور نہ کبھی انکے کسی فعل کی پیروی کی ہے اور نہ انکے افعال میں سے کسی چیز کے سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ حقیقت میں یہ محبت نہیں بلکہ ائمہ شریعت وطریقت کے نزدیک بغض ہے جبکہ محبت کی حقیقت یہ ہے کہ محبوب کی اطاعت کی جائے اور نفس کی محبوب ومرغوب چیزوں کے مقابلے میں محبوب کی مرضی اور محبت کو ترجیح دی جائے نیز اسکے اخلاق وآداب سے ادب سیکھا جائے۔

خصوصاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد پیشِ نظر رہے کہ میری محبت اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بغض کسی مومن کے دل میں اکٹھے نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں جو جمع نہیں ہو سکتیں۔ (الصواعق المحرقہ: ۲۳۸)

10۔ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی O

''اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے''۔ (الضحیٰ: ۵، کنزالایمان)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ کی

رضا میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کے اہلبیت میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہ ہو۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے بسندِ صحیح روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، رب تعالیٰ نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ میرے اہلبیت میں سے جو توحید و رسالت کا اقرار کرے گا اور یہ بھی کہ میں نے رب تعالیٰ کے پیغام کو پہنچا دیا ہے، اسے وہ عذاب نہیں دے گا۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے، میں نے یہ دعا کی، الٰہی! میرے اہلبیت میں سے کسی کو جہنم میں نہ ڈالنا، تو اس نے میری یہ دعا قبول فرمالی۔ (الصواعق المحرقة: ۲۴۴)

آبِ تطہیر سے جس میں پودے جمے　　اُس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام
خونِ خیرُ الرُسُل سے ہے جن کا خمیر　　اُن کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

فضائلِ اہلِ بیت، احادیث میں:

بعض جہلاء کو یہ کہتے سنا گیا کہ امام بخاری اور امام مسلم وغیرہ نے اہلبیتِ اطہار کی فضیلت میں کوئی حدیث روایت نہیں کی ہے، حالانکہ یہ عظیم بہتان ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے کتابُ المناقب میں ''مناقبِ علی بن ابی طالب'' کے عنوان سے سات حدیثیں، ''مناقب قرابۃِ رسولُ اللہ و منقبۃ فاطمۃ علیہا السلام'' کے عنوان سے تین حدیثیں اور ''مناقبِ الحسن والحسین'' کے عنوان سے آٹھ حدیثیں روایت کیں ہیں۔

اسی طرح امام مسلم رحمہ اللہ نے سیدنا علی کے فضائل کے باب میں تیرہ احادیث، سیدہ فاطمہ کے فضائل کے باب میں آٹھ احادیث اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے فضائل کے باب میں چھ احادیث روایت کیں ہیں۔ ان احادیث کے علاوہ بھی انہوں نے اپنی کتب میں ان نفوسِ قدسیہ کے متعلق بیشمار احادیث روایت کیں ہیں۔

اہلبیت کرام کے فضائل پر مبنی اکثر احادیث اس کتاب میں تحریر کی جا چکیں اور بعض اب تحریر کی جارہی ہیں۔ چونکہ اہلبیت اطہار میں ازواجِ مطہرات کو خاص مقام حاصل ہے اس لیے ان کی فضیلت میں مخصوص آیات اور احادیث علیحدہ سے بیان ہونگی۔

1۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خم نامی چشمے پر خطبہ دینے کھڑے ہوئے جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور وعظ ونصیحت فرمائی پھر ارشاد فرمایا، اے لوگو! میں بشر ہوں۔ قریب ہے کہ اللہ کا قاصد میرے پاس آئے اور میں اسے قبول کرلوں۔ میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑے جاتا ہوں جن میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ پس اللہ کی کتاب کو لو اور اسے مضبوطی سے تھام لو۔ آپ نے اللہ کی کتاب کی طرف ابھارا اور اسکی ترغیب دی۔ پھر فرمایا، دوسرے میرے اہلِ بیت ہیں اور میں اپنے اہلِ بیت کے بارے میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہلِ بیت کے بارے میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہلِ بیت کے بارے میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں۔ (مسلم باب من فضائلِ علی)

2۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حج کے موقع پر عرفات میں دیکھا کہ اپنی قصواء اونٹنی پر خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا، اے لوگو! میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جارہا ہوں کہ اگر انہیں پکڑے رہوگے تو گمراہ نہیں ہوگے، وہ اللہ کی کتاب اور میری عترت یعنی اہلِ بیت ہیں۔ (ترمذی)

3۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جارہا ہوں کہ اگر تم انہیں مضبوطی سے پکڑے رہوگے تو میرے بعد گمراہ نہیں ہوگے۔ ان میں سے ایک دوسری سے بہت عظمت والی ہے یعنی اللہ کی کتاب جو

آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی رسی ہے اور میرے اہلِ بیت۔ اور یہ دونوں ہرگز الگ نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھے ملیں گے۔ پس خیال رکھنا کہ تم میرے بعد ان سے کیسا سلوک کرتے ہو۔ (ترمذی)

4۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو کہ وہ تمہیں اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے اور اللہ سے محبت رکھنے کی وجہ سے مجھ سے محبت رکھو، اور مجھ سے محبت رکھنے کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت رکھو۔ (ترمذی، المستدرک)

5۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اپنی اولاد کو تین چیزیں سکھاؤ۔ اپنے نبی ﷺ کی محبت، آپ کے اہلِ بیت کی محبت اور قرآن مجید پڑھنا۔ (جامع الصغیر ۱:۷۱)

6۔ حبیبِ کبریا ﷺ نے ارشاد فرمایا، اے بنو عبدالمطلب! میں نے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ وہ تمہارے دیندار کو استقامت، بے علم کو علم اور بے راہ کو ہدایت دے۔ اگر کوئی شخص رکن اور مقامِ ابراھیم کے درمیان چلا جائے اور نماز پڑھے اور روزے رکھے۔ پھر وہ اہل بیت سے بغض رکھتے ہوئے مر جائے تو وہ آگ میں داخل کیا جائے گا۔ (طبرانی، حاکم، الصواعق المحرقۃ: ۲۶۵)

7۔ آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! ہم اہلِ بیت سے کوئی بغض نہ رکھے ورنہ اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل فرمائے گا۔

(المستدرک للحاکم، الصواعق المحرقۃ: ۲۶۴)

8۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اور میری اولاد اُسے اسکی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جائیں، اور اُسے مجھ سے اپنی ذات سے زیادہ

اور میری اولاد سے اپنی اولاد کی بنسبت زیادہ محبت نہ ہو جائے۔

(الصواعق المحرقۃ: ۲۶۲، بیہقی)

9۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، میرے اہلِ بیت کو اپنے درمیان وہ جگہ دو جو جسم میں سر کی اور سر میں آنکھوں کی جگہ ہے اور سر آنکھوں ہی سے ہدایت پاتا ہے۔(الشرف المؤبد لآل محمد)

10۔رسول کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے لیے تین عزتیں ہیں۔جو ان کی حفاظت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے دین و دنیا کے معاملے کی حفاظت فرمائے گا اور جو ان کی حفاظت نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے دین و دنیا کی حفاظت نہیں فرمائے گا۔صحابہ کرام نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! وہ کیا ہیں؟ فرمایا، اسلام کی عزت، میری عزت اور میرے قرابت داروں کی عزت۔(طبرانی، الصواعق المحرقۃ: ۲۳۱)

11۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، تم میں پلِ صراط پر سب سے زیادہ ثابت قدم وہ ہوگا جو میرے اہلِ بیت اور میرے صحابہ سے زیادہ محبت رکھتا ہوگا۔(ابن عدی، الصواعق المحرقۃ: ۲۸۳)

12۔سیدِ عالم، نورِ مجسم ﷺ نے فرمایا، میرے اہلِ بیت حوضِ کوثر پر آئیں گے اور میرے امت میں سے اُن سے محبت کرنے والے بھی اُن کے ساتھ ایسے ہونگے جیسے دو انگلیاں باہم قریب ہوتی ہیں۔(الصواعق المحرقۃ: ۲۳۵، الشرف المؤبد لآل محمد)

اس حدیث کی تائید بخاری و مسلم کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ ''جو جس سے محبت کرتا ہے وہ اسی کے ساتھ ہوگا''۔

13۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور ﷺ نے فرمایا، تم میں سے بہتر شخص وہ

ہے جو میرے بعد میرے اہلِ بیت کے لیے بہتر ہوگا۔(الصواعق:۲۸۲،حاکم)

14۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا، جس نے میرے اہلِ بیت پر ظلم کیا اور مجھے میری اولاد کے بارے میں اذیت دی، اُس پر جنت حرام کردی گئی۔

(الشرف المؤبد لآل محمد)

15۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کعبہ کا دروازہ پکڑے ہوئے فرمایا، میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے،

''خبردار ہو جاؤ! تم میں میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی جیسی ہے جو اس میں سوار ہوا، وہ نجات پا گیا اور جو پیچھے رہا وہ ہلاک ہو گیا''۔(احمد، مشکوٰۃ)

کتاب کے آغاز میں یہ حدیث بیان ہو چکی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا،''میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، تم جس کی پیروی کروگے ہدایت پاؤگے''۔اس حدیث میں صحابہ کرام کو آسمانِ ہدایت کے ستارے فرمایا اور مذکورہ بالا حدیث میں اپنے اہلِبیت کو کشتی کی مثل قرار دیا۔گویا منزل پر پہنچنے کے لیے اہلبیت اطہار کی محبت کی کشتی میں سوار ہونا بھی ضروری ہے اور منزل کے حصول کے لیے ستاروں سے راہنمائی لینا بھی ضروری ہے۔الحمدللہ! اہلسنت ہی اہلبیت اطہار کی محبت کی کشتی میں سوار ہو کر نجومِ ہدایت یعنی صحابہ کرام سے روشنی لیتے ہوئے منزلِ مقصود حاصل کرتے ہیں۔

اہلِ سنت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور   نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسولُ اللہ کی